مغربی تہذیب کا بحران

یورپ ——— ایک وسیع پاگل خانہ

جناب ریاض الحسن نوری صاحب

(۳)

جائز سے ناجائز کی زیادہ قدر

عرض کردہ حالات میں ولد الحرام Bastard ہونا بھی امتیازی نشان سمجھا جاتا تھا۔ کیونکہ اس کا مطلب یہ لیا جاتا تھا کہ اس کی والدہ نے کسی بہت ہی بہادر نائٹ کے لیے عصمت کی قربانی دی تھی۔ اسی وجہ سے فرینکش حکومت کے بانی Clotwig کے ناجائز بیٹے کو باپ کی موت کے بعد جائز بیٹوں کی نسبت سلطنت کا کہیں بڑا حصہ وراثت میں ملا۔ فاتح ولیم William the Conqueror اپنے لقب "ولیم دی باسٹرڈ" کا کسی طور پہ برا نہ مناتا تھا۔ لیکن ہماری تاریخ کی کتب اس بات کو واضح نہیں کرتیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک ہیرو کے لیے "باسٹرڈ" (نتیجہ گناہ) ہونا تقریباً لازمی امر تھا[۱]۔ باسٹرڈ ہونے کا الزام لگاتار شارلمین، چارلس مارٹل اور دوسرے لوگوں پر لگایا جاتا رہا ہے۔ اسی طرح نیم دیومالائی ہستیوں مثلاً شاہ آرتھر Concho Bar Ronland Gowain اور Cuchulainn پر بھی یہ لفظ چسپاں کیا جاتا رہا ہے۔ نتیجہ گناہ Bastardy ہونے پر فخر جدید دور میں بھی بالکل ناپید نہیں ہے۔ مثال کے طور پر کوئی بیس سال ہوئے انگلینڈ کا ایک وزیر اعظم بھی اپنے ولد الحرام ہونے پر فخر کیا کرتا تھا[۲]۔ (نوٹ از ایڈیٹر: امریکی جمہوریہ کے دستور سازوں اور اس کے صدروں

---

[۱] لیونارڈو ڈاونسی جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس سے ذہین شخص یورپ میں آج تک نہیں پیدا ہوا۔ اس کے متعلق تو یہ ثابت شدہ امر ہے کہ وہ ولد الحرام تھا۔

[۲] صفحات ۲۲ تا ۲۹ از سیکس اِن ہسٹری مصنفہ G. Rattary Taylor

اور دیگر عہدہ داروں میں خاص شہرت دار شخصیتیں ناجائز ولادت کے شرف سے مشرف تھیں اور اب بھی یہ سلسلہ جاری ہے)۔

حقیقت یہ ہے کہ یورپ نے عام تاریخ کو تبدیل کر کے پیش کیا ہے۔ مثلاً نائٹ لوگ جو پرلے درجے کے بدکار، بداخلاق اور بہت ہی ناہنجار لوگ تھے۔ اُن کو تاریخ و ادب میں ہیروز کی مانند پیش کیا گیا ہے۔

اب ہم نائیٹوں کی حقیقت دکھانے کے لیے ایک اور مصنف کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ رچرڈ لیونشن Richard Lewinshon جو ڈاکٹر بھی ہیں اور مؤرخ بھی، انہوں نے اپنی کتاب کا عنوان باندھا ہے "نیکوکارانہ بدکاری" اور اسی عنوان کو دوسرے لفظوں میں یوں لکھا ہے "بہادر سرداروں کے اخلاقیات" (Knightly Morals : Virtuous Adultery) اس کتاب کا اقتباس:-

...... قرون وسطیٰ میں جنسی بدکاری کو سوسائٹی ادوار سابق سے بھی زیادہ کھلے دل سے قبول کرتی تھی۔ سوائے پادریوں، راہبوں اور ننوں کے، کسی کے لیے بھی جنسی جذبات پر کنٹرول ضروری نہ تھا...... بے وفائی کوئی بُری بات نہ تھی، جب کہ ایک شخص محض ظاہری بھرم قائم رکھے اور ضرورت کے وقت تلوار چلا سکے۔ (اگرچہ اکثر ایسا نہ ہوتا) اور اپنے دل کے جذبات کی خاطر مرنے کے لیے تیار ہو...... جو نائٹ دوسروں کی بیویوں کو شکار بدنگاہی بنانے میں مشاق ہونے سے پہلے تک محض اپنی بیوی تک انحصار کرتا اُسے کسی قابل نہ سمجھا جاتا...... حکومت اور چرچ دونوں ہی نوجوان نائٹ اور بیرن کی لیڈی کے ناجائز تعلقات کو برداشت کرتے تھے۔

ایک جنگجو نوجوان اپنے دل کے معاملے میں مذہب کو بھی شامل کر سکتا تھا...... اس کے لیے عام طریقہ یہ تھا جو کہ بظاہر ناقابل یقین نظر آتا ہے کہ کنواری مریم (نعوذ باللہ) کی آشیرباد اس تعلق کے لیے لی جائے تاکہ سائل کے لیے لیڈی کے دل میں جگہ پیدا ہو جائے......

یعنی انسان نے کبھی ایسی شرمناک بات نہ کی تھی کہ مقدس کنواری کو منظم بدکاری کا سرپرست قرار دے دے۔

ان وجوہات کی بنا پر ممکن تھا کہ آئندہ نسلیں ان نائٹوں کے کردار پر زیادہ سخت تنقید کرتیں ۔۔ مگر

گویتے عوامی شاعروں (Bards) نے اُن کی شان میں عشقیہ گاتے اور نظمیں گا گا کر اُن کی عظمت کا نقش جما دیا...... ان میں سب سے پہلا شاعر ڈیوک ولیم نہم تھا۔ وہ ایک دل پھینک تھا۔ اور لمحان وان کے فلسفہ کا پیش رو تھا...... اُس کا ایمان تھا کہ ایک حقیقی مرد کو چاہیے کہ وہ تمام عورتوں کو حاصل کرے۔[1] اور اُس کا عمل بھی اسی پر تھا۔ جب بڑی ردوقدح کے بعد وہ صلیبی جنگ پہ جانے کے لیے تیار ہوا تو اُس نے ارضِ مقدس کے سفر کے دوران اپنے گرد عورتوں کے جھنڈ (Swarm) (یا ریوڑ؟ اضافہ ایڈیٹر) جمع کیے رکھے۔ مؤرخ Geoffroy کے بیان کے مطابق اس حملہ کی شکست کی وجہ بھی اس کی عیاشی تھی اس کی شاعری کے کچھ حصے باقی رہ گئے ہیں۔ بعض میں فلسفہ ہے اور باقی محض بھونڈی فحش گوئی ہے.... یہ نائٹ حضرات افلاطونی محبت پر اکتفا نہ کرتے تھے بلکہ اپنے دلوں کی "لیڈی" کو مکمل طور پہ فتح کرنے کی تگ ودو میں رہتے تھے۔ کبھی یہ سننے میں نہیں آیا کہ اُن میں سے کسی ناکام محبت نے رہبانیت اختیار کر لی ہو......[2]

یورپ کے بام مارگی اطوار

عام قسم کے نائٹوں کے علاوہ تاریخ یورپ میں ایسے نائٹوں کے نظام بھی ملتے ہیں جو منافقانہ طور پر عیسائی بنے ہوئے تھے۔ اور کفر وجاہلیت اور حماقت کا مرقع تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ یورپ میں صحیح عیسائیت نہ پہنچ سکی اور نہ پنپی۔ یورپ کے قدیم جاہلانہ مذہب جس میں اعضائے تناسل کی پوجا بنیادی حیثیت رکھتی تھی۔ اسی کے ساتھ عیسائیت گڈمڈ ہو گئی۔ اس سلسلے میں بہت سی کتب یورپ میں شائع ہوتی رہی ہیں۔ مگر حکومتیں ان کو خلاف قانون قرار دیتی رہی ہیں تاکہ مغربی تہذیب کا بھرم قائم رہے۔ مگر اب آزاد خیالی کا دور ہے اس لیے حال ہی میں دو اہم کتب چھپی ہیں۔ جن کے

---

[1] کنزے نے بھی یہی بات لکھی ہے کہ عورتوں کی فطرت کے خلاف مرد دنیا کی ہر عورت سے تعلقات قائم کرنے کا خواہشمند ہوتا ہے۔ مشرق نے تو مذہب نے مردانہ جذبات کا انضباط کیا ہے۔ مگر مغربی آزاد منشی سانڈوں اور بکروں کے معیار کی ہے۔ اسلام نے معاشرے کو گندگی سے بچانے کے لیے ہی عورتوں کے لیے قانونِ حجاب مقرر کیا ہے۔

[2] P.P. 127-130 A History of Sexnal customs (A Premier Book)
By Richard Lauhin Satron M.D.

نام درج ذیل ہیں :-

1. A Discourse on the worship of Priapus by Richard Payne Knight.
2. The worship of Generative Powers during the middle ages of Western Europe by Thomas Wright.

مذکورہ بالا دونوں کتب دورِ جدید کی مشہور امریکی خاتون Ashley Montagu نے جو انسانیات Anthropology کی ماہر ہیں، ایک جلد میں مرتب کر دی ہیں - اسی موصوفہ نے اس جلد کا ابتدائیہ لکھا ہے - ابتدائیہ میں مصنفین کی تعریف کرتے ہوئے وہ مصنف Payne Knight کے متعلق لکھتی ہیں کہ وہ کسی نظریہ کو لے کر نہیں چلتا بلکہ وہ نتیجہ سے بے پرواہ ہو کر حقیقتوں کی پیروی کرتا ہے۔ اس نے اپنے جمع کردہ مجسموں کی جو تصاویر دی ہیں وہ اس کے اخذ کردہ نتائج کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں ..... مجسمے اور چھوٹے چھوٹے ماڈل اعضائے تناسل کے ہیں جو بطور تعویذ استعمال ہوتے تھے اور ایک زمانے میں تمام یورپ میں پھیلے ہوئے تھے. یورپ کے بعض حصوں میں آج بھی یہ مجسمے اور تراشیدہ ماڈل موجود ہیں - دوسری کتاب کے متعلق وہ لکھتی ہیں کہ اس میں مردانہ اور زنانہ دونوں قسم کے اعضائے تناسل کی پوجا کا ذکر کیا گیا ہے - اس موضوع پر ۱۹۳۱ء تک جتنی کتب چھپی ہیں - ان کی جدول کتابیات Bibliography of Sexual rites and Custums کے نام سے ۱۹۳۱ء میں لندن سے شائع ہوئی تھی - مذکورہ بالا مجسمے اور تعویز وغیرہ لندن میوزیم میں موجود ہیں۔

اب تک کے بیانات اور جو کچھ آئندہ ہم پیش کر رہے ہیں، اُن سے ناظرین پر دو اہم باتیں واضح ہو جائیں گی۔ اوّل یہ کہ یورپ ہمیشہ جاہلیت اور حماقتوں کا منبع رہا ہے۔ دوئم یہ کہ یورپ میں جب مشرق سے علم اور آزادی آئی تو پادریوں اور حکومت کی حماقت اور بدکاریوں کی وجہ سے مغرب میں مذہب بھی مسخ اور بدنام ہو کر رہ گیا - اور اسی وجہ سے یورپ میں مذہب دشمن تحریکیں فروغ پاسکیں۔

قصہ مختصر Thomas Wright اپنی مذکور کتاب جو مجموعے کے دوسرے حصے کے طور پر چھپی ہے - اس کے صفحہ نمبر ۷ پر لکھتا ہے کہ :-

> عیسائیت سے پہلے یورپ میں اعضائے تناسل کی پوجا عام تھی اور خاص بات یہ کہ انسانی فطرت میں یہ اس طرح ثبت تھی کہ انجیل کی نشر و اشاعت بھی اس کو ختم نہ کر سکی

کیونکہ یہ اس کے بعد بھی جاری رہی اور تسلیم کی جاتی رہی اور اکثر قرونِ وسطیٰ کے پادری اس کی ہمت افزائی کرتے رہے۔

......پین نائٹ کی کتاب سے واضح ہوا کہ یہ رسم اس کے دور میں Isernia ہیپلیہ (اٹلی) کی حکومت میں جاری تھی۔ اس کتاب کے شائع ہونے کے انیس سال بعد ۲۶ جولائی ۱۸۰۵ء کو ایک خوفناک زلزلہ آیا جس سے یہ حکومت تباہ و برباد ہو گئی ...... اس قسم کی پوجا قدیم روم میں رائج تھی اور گروم ہی [illegible] سے اپنے مفتوحات میں پھیلایا...... گال میں رومن تہذیب کے کھنڈرات سے بھی [illegible] کے چھوٹے بڑے مجسمے اور نشان جو اس کے لیے وقف تھے، ملتے ہیں۔ باغات اور کھیت جن کو اس کی حفاظت میں دیا گیا تھا اور Phallus یعنی مردانہ عضوِ تناسل جس کو مختلف شکلوں میں بنایا گیا تھا، اُسے مختلف قسم کے اثراتِ بد سے پناہ لینے کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا، طلب پناہ (یعنی تعوذ) کے نظریے سے فیلس کی شکلیں پبلک بلڈنگوں پر بنائی جاتی تھیں اور گھروں کے اندر بھی اس کے مجسمے اہم جگہوں پر رکھے جاتے تھے۔ چھوٹے مجسموں کو عورتیں زیورات کے طور پر استعمال کرتی تھیں اور بچوں کے گلوں میں بطور تعویذ ڈالے جاتے تھے...... جنوبی فرانس میں بھی اس کی پوجا زور شور سے کی جاتی تھی جہاں یہ مجسمے ایمفی تھیٹر کی دیواروں اور دیگر بلڈنگوں پر نصب کیے جاتے تھے...... ان میں سے بعض خاص مجسموں کی تصاویر پلیٹ نمبر ۲، ۳ میں دی گئی ہے۔ ان میں سے پہلی شکل ڈبل فیلس کی ہے[1] داخل ہونے والے دروازوں اور دریچوں وغیرہ پر نصب ہوتے تھے۔ ڈبل اور ٹرپل فیلس کے کانسی کے چھوٹے مجسمے کثرت سے مستعمل تھے جو بطور تعویذ استعمال کیے جاتے تھے...... (اس کے بعد ملٹیپل فیلس کے مجسموں کی تصاویر اور تفصیل ہے جن کو حذف کیا جاتا ہے)...... پومپی آئی میں بھی یہ مجسمے ملتے ہیں...... جب ہم انگلینڈ میں آتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ یہاں بھی یہ رسم اسی طرح قائم تھی اور کانسی کے فیلس کے مجسمے اسی طرح ملتے ہیں جس طرح کہ فرانس اور اٹلی میں

[1] تصاویر دینا اور خصوصاً ایسی لغو تصاویر ہماری شائستگی کے خلاف ہے۔ ناظرین اصل کتاب کی طرف رجوع کریں۔

تھے[1] ...... یہ رسم سویڈن اور رجہ من اقوام میں بھی اسی طرح رائج تھی[2] ......

"پس ہمیں واضح ثبوت حاصل ہو جاتا ہے کہ قرون وسطی کے عیسائی سادہ صاف شکل میں فیلس کی پرستش کرتے تھے اور عیسائی دعاؤں اور درخواستوں میں اسی سے خطاب کیا جاتا تھا[3]"

سینٹ آگسٹائن اپنی طرف سے صفائی دیتے ہوئے ہمیں یہ اصل حقائق بتاتا ہے کہ Liberaiia کے رومن تہوار میں ایک شاندار رتھ میں ایک بڑے فیلس کا مجسمہ شہر کے پبلک مقام کے وسط میں دھوم دھام سے لایا جاتا تھا اور ایک باعزت میٹرن اس فحش مجسمے کو پھولوں کا ہار پہناتی تھی - ایسا اس دیوتا کو خوش کرنے اور اچھی فصل حاصل کرنے اور ملک سے جادو کے بُرے اثرات دُور کرنے کے لیے کیا جاتا تھا ...... ۱۲۶۸ء میں جب سکاٹ لینڈ میں مویشیوں میں وبا پھیلی تو بعض پادریوں نے کسانوں کو اسی مجسمے کی رسوم ادا کرنے کے لیے ...... جن بلڈنگوں کو خاص طور پر اس مجسمے کی پناہ میں دیا جاتا تھا وہ چرچ تھے[4] ...... ایسے مجسمے عام طور پر صدر دروازے پر نصب کیے جاتے تھے - Toulouse کے کیتھیڈرل چرچ پر یہ مجسمہ نصب تھا اور Bourdeaux کے ایک سے زیادہ چرچوں پر اور فرانس کے دیگر اور گرجاؤں پر بھی اس کا مجسمہ نصب تھا - مگر انقلاب فرانس کے موقع پر پادریوں کی بدی کے ان نشانات کو برباد کر دیا گیا[5] ......

...... خاص بات یہ ہے کہ آئرلینڈ میں زنانہ عضو چرچوں کی حفاظت کے لیے استعمال ہوتا تھا اور جس طرح ان شکلوں کو بنایا جاتا تھا - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی بڑی اہمیت تھی[6]

قدیم لوگوں نے Priapus کو دیوتا بنایا تھا اور قرون وسطی میں اسے سینٹ کا مقام دے دیا گیا اور بھی مختلف ناموں کے ذریعے اس کی پوجا ہوتی - فرانس کے جنوب میں اسے St. Fountin کے نام

1 P. 19 The Worship of the Generative powers during middle ages of Western Europe by Thomas Wright.

2 P. 26 Ibid. 3 P: 23 Ibid. 4. P. 30, 31 Ibid.

5. P. 32 Ibid. 6 - P. 35 Ibid.

سے پوجا جاتا تھا[1]...... شمالی ایلپس میں Embrun کے مقام پر سینٹ فاؤنٹن کا فیلس مختلف شکل میں پوجا جاتا تھا۔ عورتیں اس کے سر پہ شراب ڈالتی تھیں۔ اسے پھر ایک برتن میں اکٹھا کیا جاتا تھا...... جب ۱۵۸۵ء میں پروٹسٹنٹوں نے ایمبرن پر قبضہ کیا تو انہیں یہ فیلس بڑے گرجا کے نوادرات میں بحفاظت رکھا ہوا ملا...... اس سے بھی بڑا لکڑی کا فیلس جس پہ چمڑا چڑھایا گیا تھا وہ Orange کے مقام پر St. Eutropius کے چرچ میں پرستش کے لیے استعمال ہوتا تھا مگر ۱۵۶۲ء میں پروٹسٹنٹوں نے اس پہ قبضہ کر کے اسے پبلک میں آگ لگا دی...... اسی کے مثل Phallic Saints (فیلک سینٹس) کی پوجا St. Guelichor کے نام سے Bourges میں اور St. Griles کے نام سے Britany میں اور سینٹ Regnaud کے نام سے برگنڈی میں ہوتی تھی...... وغیرہ وغیرہ۔

...... بعض جگہ شادی کی رسوم میں دلہن اپنا کنوار پن Priapus کو پیش کرتی تھی[2]...... اس رسم سے ایک برائی پیدا ہوئی جو NUNNERIES یعنی راہبہ خانوں میں پھیل گئی اور عورتیں لکڑی کا فیلس استعمال کرنے لگیں جس کی اصل مذہبی رسم تھی[3]

1- P. 49, 50.

2- P. 5. (تفصیلات اصل کتاب ہی میں ملاحظہ فرمائیں)

3- P. 56, 57 Ibid